جنرل مرزا اسلم بیگ*

سعودی عرب ایران تنازعہ

علاقائی سلامتی کے تقاضوں کی ترتیب نو

اس بات سے قطع نظر کہ سعودی عرب نے پاکستان کی جانب سے مصالحت کی کوششوں کو حقارت کی نظر سے ٹھکرا دیا ہے ایران اور سعودی عرب کے مابین کشیدگی کو ختم کرنے کے حوالے سے پاکستان نے انتہائی اہم اقدامات اٹھائے ہیں کیونکہ پاکستان بذات خود ''فرقوں کے مابین ہم آہنگی کا عمدہ نمونہ ہے۔'' ملک دشمن قوتیں شیعہ سنی فسادات بپا کرانے کی سازشوں اور دہشت گردوں کے بزدلانہ حملوں کے باوجود ہماری قومی یکجہتی کو توڑنے میں ناکام رہی ہیں۔ پاکستان میں کسی بھی فرقے کیساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ کوئی بھی قابل اور اہل پاکستانی چاہے کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو اپنی اہلیت اور قابلیت کی بنا پر ملک کے بلند ترین عہدے پر پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں امید ہے کہ پاکستان جو بھی اقدامات کرے گا اسکی مخلصانہ کوششوں اور جذبہ خیرسگالی کو ضرور پذیرائی ملے گی۔ سعودی عرب کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ خطے کے بدلتے ہوئے جغرافیائی و سیاسی ماحول نے فرقہ وارانہ جھگڑوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس تبدیلی پر نظر رکھی ہوئی ہے جو امڈ آئی ہے اور جس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کیلئے ہم سب نے اپنے آپکو تیار کرنا ہے۔

سعودی عرب

خطے میں طاقت کی تقسیم و انتشار نے سلامتی کے حوالے سے شدید تحفظات پیدا کئے ہیں۔ عرب انقلاب نے تبدیلی کی نئی امیدیں دیں؛ ترکی اور مصر خطے کی نئی طاقتوں کی حیثیت سے ابھری ہیں؛ یمن کی ناکام جنگ؛ تیل کا تنازعہ اور ایران پر سے پابندیوں کے اٹھنے سے سعودی عرب کی اقتصادیات اور امریکہ کے ساتھ اس کے تعلقات پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود ''سعودی عرب خطے کے اقتصادی ڈھانچے کے توازن کو قائم رکھنے کے حوالے سے ناگزیر حیثیت کا حامل ہے۔'' سعودی عرب کیلئے ایران کا عراق، بحرین یمن میں حوثیوں اور سعودی عرب کے اسی فیصد تک تیل پیدا کرنے والے مشرقی

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان، Email: friendsfoundation@live.co.uk

صوبوں تک پھیلتا ہوا ایران کا اثر ورسوخ بڑی تشویش کا باعث ہے۔اندرونی طور پر وہابی انتہا پسندوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہےجو عراقی اور شامی گروپوں کے اشتراک سے داعش کا ایک بڑا گروپ ہے۔یہی وجہ ہے کہ سعودی حکومت کو خطرہ محسوس ہو رہا ہے جس سے بچاو کیلئے 34 ملکی اتحاد کا منصوبہ بنایا ہے تا کہ سنی مسلک کے حامیوں کی مدد سے حکومت کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔حالانکہ یہ خوف بلاوجہ ہے کیونکہ تمام تر اختلافات کے باوجود دونوں اسلامی ریاستوں میں موجود مشترکہ اسلامی اقدار انہیں صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ پرامن رکھے ہوئے ہیں اور انشا اللہ وہ آئندہ بھی پرامن رہیں گے۔

ایران

عالمی طاقتوں کے ساتھ ایٹمی معاہدے کے بعد معاشی پابندیوں سے آزادی اور سینکڑوں بلین ڈالرمالیت کے سرمایے واثاثوں کی واپسی سے ایران مشرق وسطی میں طاقت ور ملک بن کر ابھرا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایران اور امریکہ کے مابین تعلقات بڑھ رہے ہیں۔”ایران اقتصادی وسیاسی دونوں لحاظ سے اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہےکیونکہ ایران ایک ایسا ملک ہے جو خطے کی اہم طاقت کی حیثیت اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنی صلاحیتوں کی بنا پر ترکی جیسی عالمی منڈی بن سکتا ہے۔“ تاہم ایران کیلئے ضروری ہے کہ تعمیری کردار سے اپنے آپ کو مشرق وسطی کے ممالک کیلئے قابل قبول بنائے اور معاشی پابندیوں کے تین عشروں کے اختتام پر حاصل ہونے والے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھانے کیلئے جارحانہ رویہ ترک کرکے مثبت پالیسی اپنائے۔ایران کو اب اس صورت حال کا بھی سامنا ہے کہ اسکی اقتصادیات جب بین الاقوامی منڈی کے ساتھ جڑیں گی تو وہ اسے کہاں تک آزادی دے سکے گا۔حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ایران کو امن و سلامتی کے فروغ کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ سعودی عرب کو اور یہی حقیقت دونوں ممالک سے متقاضی ہے کہ”علاقائی سلامتی کے ڈھانچے کی تشکیل کی خاطر باہمی تعاون و ہم آہنگی سے مل کرکام کرنا اب لازم ہے۔“

ایران نے چین کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کر لئے ہیں کیونکہ چین کی خاصیت ہے کہ وہ کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔اس کا مقصد ہر ملک کو اقتصادی فوائد کے ثمرات سےبہرہ مند کرنا ہے۔پاکستان اور چین کے تعلقات اس حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں۔چین کے صدر کے دونوں ممالک کے حالیہ دورے کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور موجودہ کشیدگی کوختم کرنے کی نئی راہیں کھلیں گی۔چینی صدر نے ایران کے ساتھ طویل المعیاد تذویراتی تعلقات کے قیام کیلئے سترہ معاہدوں پر دستخط کر کے واشنگٹن اور دوسرے ممالک کو حیرت میں ڈال دیا ہے کیونکہ ان معاہدوں کی تکمیل سے ایک

دہائی کی مدت کے دوران دونوں ممالک کے مابین تجارت کا حجم پچاس بلین ڈالر سے بڑھ کر چھ سو بلین ڈالر کی سطح تک پہنچ جائیں گے۔ ہمیں اس کی اہمیت کا اندازہ تب ہوگا جب ہم اس کا موازنہ پینتالیس بلین (45 bn) ڈالر لاگت کے پاکستان چین اقتصادی راہداری کے منصوبے سے کریں گے جسے ہمارے دانشمند وزیر احسن اقبال نے شروع ہونے سے پہلے ہی متنازع بنا دیا ہے۔

قیام امن کے امکانات

قیام امن کی راہیں تلاش کرتے وقت افراتفری اور انتشار کی اصل وجوہات پر غور کرنا ضروری ہے جس نے پورے خطے کو عدم استحکام سے دوچار کر رکھا ہے۔ کسی معاشرے میں بدنظمی اور انتشار اس وقت پھیلتا ہے جب اس معاشرے سے آئین و قانون کی حکمرانی اٹھ جاتی ہے اور عدل وانصاف سے محرومی اس کا مقدر بن جاتی ہے اور پھر نتیجے میں پورا معاشرتی نظام مفلوج ہو جاتا ہے۔ تین دہائیوں کے مختصر عرصے میں عالمی طاقتوں نے مسلم ممالک کو بربریت کا نشانہ بنایا ہے جس سے ان کا معاشرتی و سیاسی نظام تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ان منفی اثرات کی وجہ سے ظلم و بربریت کے خلاف انتقامی ذہنیت پروان چڑھی ہے۔ مثلاً آئین و قانون کی حکمرانی سے انحراف برتتے ہوئے افغانستان وعراق میں فاتح قوتوں سے ناانصافی کی گئی۔ معاملے میں اس وقت مزید شدت آئی جب حکومتوں کی تشکیل میں اکثریت کو ان کے حق سے بھی محروم کر دیا گیا۔ یہ ناانصافی انتہا پسندی کی صورت اختیار کر کے اجتماعی انتقامی ذہنیت ابھارنے کا سبب بنی ہے جو داعش کے نام سے موسوم ہے جس کا دائرہ کار عراق شام اور سعودی عرب تک ہے اور اس کے حامی دنیا کے اسی (80) ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ داعش کے خلاف اقوام عالم میں کمزوری اور بے بسی کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس خطرے کا سدباب اداروں کی تشکیل نو؛ سیاسی جماعتوں اور سیاسی حکومتوں کی بہتر کارکردگی جیسے اقدامات سے کیا جا سکتا ہے جبکہ اس نظریے کو قابل عمل بنانے کیلئے تباہ و برباد کر دینے کی دھمکیوں کی بجائے سیاسی تدبر کی ضرورت ہے۔ ہم امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے بھلائی کی توقعات کیسے رکھ سکتے ہیں جبکہ وہ جنگ جیتے بغیر اور امن قائم کئے بغیر اپنے اپنے ٹھکانوں کی جانب پسپا ہو چکے ہیں اور اتنی ذلت و ناکامی کے باوجود اپنے آپ کو فاتح اور عالمی طاقتیں سمجھتے ہیں۔

حرف آخر

اختلافات کی بنیادی وجہ تیل ہے جو جنگ کی نئی قسم ہے جس میں تیل بطور ہتھیار استعمال کیا جائیگا۔ تیل تو اللہ کی خصوصی رحمت سے ایک تحفہ ہے جسے انسان زحمت بنانے کے درپے ہے۔ اوپیک (OPEC) میں تیل کی عالمی منڈی اور اس کے دائرہ اختیار سے باہر کنٹرول حاصل کرنے کیلئے جنگ ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے۔ جس نے تیل کی عالمی منڈی میں لرزہ طاری کر دیا ہے (صفحہ نمبر ۵۳ پر)